شادی بیاہ کے احکام و مسائل (5)

﴿فضول خرچی اور جہیز کی شرعی حیثیت﴾

شیخ طریقت متکلم اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

عنوانات ایک نظر میں

مال کے بارے چار اہم باتیں:............................... 4

میانہ روی سمجھ داری کی علامت:........................... .. 5

ہر حال میں میانہ روی:............................... 6

جہیز کی عرفی حیثیت:............................... 6

جہیز کی شرعی حیثیت: 7

لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ:......................... 7

لڑکی والوں کی طرف سے نمود ونمائش کے طور پر دینا:............. 7

جہیز کے موقع پر فضول خرچی: 9

غیر شرعی رسم کی پابندی:............................... 9

جہیز فاطمی اور مروجہ جہیز: 10

1......شادی میں تاخیر کا گناہ: 11

2......زنا اور بدکاری: 12

3......گھروں سے بھاگ جانا: 12

4......بھاری قرضوں کا بوجھ: 13

5......سودی قرضوں کا بوجھ: 14

6......گھریلو ناچاقیاں: 15

اپنی بچیوں کو طعنوں سے بچانے کا مہذب طریقہ: 15

جہیز کی وجہ سے وراثت سے محروم نہ کریں: 16

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا حکم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک طریقہ (سنت خواہ قولی ہو یا فعلی یا تقریری) دونوں کے مجموعے کا نام شریعت ہے اور شریعت پر عمل کرنے کا حکم ہے جبکہ شریعت کے علاوہ باقی جتنے جاہلانہ اور غیر اسلامی رسوم و رواج ہیں ان کو چھوڑنے کا حکم ہے۔

شادی بیاہ کے موقع پر مال کو خرچ کیا جاتا ہے اس بارے میں شریعت کی درج ذیل اصولی باتیں ملحوظ خاطر رکھی جائیں۔

مال کے بارے چار اہم باتیں:

1...مال کو حلال اور جائز طریقے سے حاصل کریں۔ ناجائز اور حرام ذرائع آمدن سے بچیں، جیسا کہ فراڈ، دھوکہ، سود، جھوٹ، جھوٹی قسمیں اور غیر شرعی طریقہ معاملات ہیں۔ یاد رکھیں مال تو ناجائز اور حرام ذرائع سے بھی مل جاتا ہے لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے خدا کی ناراضگی اس میں داخل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے بیماریاں، لڑائی جھگڑے، بے چینی و بے سکونی، ذہنی ڈپریشن اور اولاد بے ادب اور نافرمان بن جاتی ہے، حرام کا لقمہ ایسا زہر ہے جس کی وجہ سے عبادت کی حلاوت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ حالات کی بہتری کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں لیکن حرام مال، حرام لباس اور حرام خوراک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں قبول نہیں فرماتے۔

2...مال کے ساتھ جن حقوق اللہ کا تعلق ہے ان کو بروقت ضرور کریں۔ صدقات واجبہ جیسا کہ زکوٰۃ، عشر، قربانی، صدقہ فطر وغیرہ ہیں اور صدقات نافلہ جیسے مسجد، مدرسہ، طلباء دینیہ، اور غرباء مساکین وغیرہ پر خرچ کرنا۔ یاد رکھیں کہ مال و

دولت ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرنا اور جن عبادات کا تعلق مال کے ساتھ ہے مال کے کم ہونے کے خوف کی وجہ سے ان عبادات کو ادا نہ کرنا دنیا و آخرت کی بربادی ہے، مال ختم نہ بھی ہو لیکن انسان کی زندگی ایک دن ضرور ختم ہو جائے گی اور یہی مال دوسروں کی ملکیت میں چلا جائے گا۔

3... مال کے ساتھ جن حقوق العباد کا تعلق ہے ان کی ادائیگی بروقت کریں۔ اہل و عیال کی معاشی ضروریات کو پورا کرنا اپنی حیثیت کے مطابق ان کے اخراجات کو پورا کرنا ضروری ہے۔ والدین، بہن بھائی، قریبی رشتہ دار، ہمسائے اور ضرورت مند طبقے پر اپنی مالی وسعت کے مطابق خرچ کرنا اسلام کی تعلیم، اللہ کی خوشنودی اور رضا کا ذریعہ اور مال میں مزید فراخی اور برکت کے حصول کا باعث ہے۔ اس لیے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اعتدال کے ساتھ مال کو کام میں لاتے رہیں۔

4... مال خرچ کرنے میں بھی حرج نہیں۔ ایک بات اچھی طرح یاد رکھیں جہاں ضرورت ہو وہاں ایک لاکھ بھی خرچ کرنا گناہ نہیں اور جہاں ضرورت نہ ہو وہاں ایک روپیہ بھی خرچ کرنا مناسب نہیں۔ ہمیں نام و نمود اور شہرت کے لیے مال خرچ کرنے سے بچنا چاہیے شادی بیاہ پر فضول خرچی سے بچنا چاہیے ہر معاملہ میں اعتدال اور میانہ روی کا خیال کرنا چاہیے۔

میانہ روی سمجھ داری کی علامت:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ رِفْقُهُ فِي مَعِيشَتِهِ۔

مسند احمد، حدیث نمبر 21695

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: انسان کی کامل درجے کی سمجھ داری یہ ہے کہ وہ اپنی معیشت میں میانہ روی قائم کرے۔

ہر حال میں میانہ روی:

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْغِنَى وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَأَحْسَنَ الْقَصْدَ فِي الْعِبَادَةِ۔

مسندِ بزار، حدیث نمبر 2946

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مال کی فراوانی کے وقت میانہ روی قائم کرنا، تنگدستی اور غربت کے وقت میانہ روی قائم کرنا اور عبادات میں میانہ روی قائم کرنا شریعت میں مقصود ہے اور پسندیدہ بات ہے۔

مال کے خرچ کرنے کے بارے اسلامی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اسے احکام شریعت کے مطابق خرچ کیا جائے۔ ہمارے ہاں مال کے خرچ کرنے کا ایک بہت بڑا موقع شادی بیاہ کا موقع ہوتا ہے۔ اسی موقع پر ”جہیز“ دیا جاتا ہے۔

جہیز کی عرفی حیثیت:

عربی میں جَھَّزَ تیاری کرنے کو کہتے ہیں اسی سے تجہیز ہے۔ جھّز المیت کا معنٰی ہوتا ہے تجہیز و تکفین یعنی میت کے کفن دفن کا انتظام کرنا، جھّز العروس کا معنٰی ہوتا ہے دلہن کا سامان تیار کرنا۔ ہمارے عرف میں جہیز سے مراد دلہن کو دیے جانے والے سامان کی تیاری کرنا ہے۔

جہیز کی شرعی حیثیت:

مروجہ جہیز جس کی حقیقت ناجائز مطالبہ، شہرت ونمود ونمائش، فضول خرچی اور ایک رسم کی پابندی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ مذکورہ خرابیوں اور گناہوں کی وجہ سے شرعاً ممنوع ہے۔

1......لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ:

جہیز کے شرعاً ممنوع ہونے کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اس کا لڑکے والوں کی طرف سے ان کی دلی رضامندی کے بغیر مطالبہ کیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں معیار کی فلاں فلاں چیزیں دی جائیں، جو لڑکی والوں پر ایک طرح کا معاشی بوجھ ہوتا ہے اور اس میں ان کی دلی رضامندی بالکل نہیں ہوتی اور دلی رضامندی کے بغیر کسی کے مال کو لینا اور استعمال کرنا ایسا عمل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ عَمِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ.

السنن الکبری للبیہقی، رقم الحدیث: 11877

ترجمہ: حضرت ابو حُرّہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر لینا / استعمال کرنا حرام ہے۔

2......لڑکی والوں کی طرف سے نمود ونمائش کے طور پر دینا:

جہیز کے شرعاً ممنوع ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اس میں لڑکی والے اسے ہدیہ تحفہ یا صلہ رحمی کے طور پر نہیں بلکہ ریاکاری اور محض نمود ونمائش کے لیے دیتے ہیں کہ فلاں نے اپنی بیٹی کو اتنا جہیز دیا میں اس سے بڑھ کر

دے رہا ہوں۔ اور ریاکاری ایسا عمل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 264

ترجمہ: ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو اپنا مال ریاکاری کے طور پر خرچ کرتا ہے۔

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً۔

مسند احمد، رقم الحدیث: 23630

ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرکِ اصغر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریاکاری۔ قیامت کے دن جب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی تو ریاکاری کرنے والے لوگوں سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ انہی لوگوں کے پاس جاؤ کہ دنیا میں جن کو دکھلانے کے لیے تم اعمال کیا کرتے تھے۔ اور دیکھو کہ تم ان سے کیا بدلہ پاتے ہو۔

3......جہیز کے موقع پر فضول خرچی:

جہیز کے شرعاً ممنوع ہونے کی تیسری دلیل یہ ہے کہ اس موقع پر فضول خرچی کی جاتی ہے بلاضرورت اور ضرورت سے کہیں زیادہ سامان اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اور فضول خرچی ایسا عمل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔

سورۃ بنی اسرائیل، رقم الآیۃ:27

ترجمہ: اس میں کوئی شک والی بات نہیں کہ فضول خرچی (بلاضرورت یا ضرورت سے زائد خرچ) کرنے والے شیاطین کے بھائی (ان کے مشابہ) ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت ناشکرا ہے۔

فائدہ: فضول خرچی کرنا شیطان کے بھائیوں (شیطانی اوصاف رکھنے والوں) کا کام ہے اور فضول خرچی کے نتیجے میں ناشکری درحقیقت شیطان کا کام ہے۔ اس حقیقت کو ہم اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ فضول خرچی کرتے ہیں وہی لوگ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے والے ہیں۔

4......غیر شرعی رسم کی پابندی:

جہیز کے شرعاً ممنوع ہونے کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ اس میں ایک غیر مسلم بالخصوص ہندو قوم کی نقالی اور مشابہت ہے۔ اور غیر مسلم اقوام کی نقالی اور مشابہت ایسا عمل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ۔

سنن ابی داؤد، رقم الحدیث:4033

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

جہیز فاطمی اور مروجہ جہیز:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد خواجہ ابو طالب نے بچپن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کی ہے، ہر موڑ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا ہے، اگرچہ ایمان کی حالت میں دنیا سے نہیں گئے۔ جب خواجہ ابو طالب دنیا سے چلے گئے تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ چھوٹی عمر کے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت کی ہے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھے تو ظاہر سی بات ہے کہ ان کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرانی تھی اگر اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نہ بھی دیتے بلکہ کسی اور جگہ ان کا نکاح کرتے تب بھی بحیثیت سربراہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کا ضروری سامان مہیا کرنا تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو سامان حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا ہے وہ درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مالی کفالت کی ہے۔

فائدہ: آج اگر کسی شخص کی چار بیٹیاں ہوں اور وہ ایک کو جہیز دے باقیوں کو نہ دے تو اسے کوئی بھی عادل اور انصاف پسند نہیں کہتا بلکہ اس کے اس طرز عمل کی مذمت کرتا ہے۔ ذرا دلوں پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس کی تعلیمات میں عدل و انصاف ترجیحی بنیادوں پر نظر آتا ہے کیا وہ اپنے عمل سے اس کی مخالفت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس لیے اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ جو سامان حضرت فاطمہ کو دیا گیا وہ درحقیقت اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ

عنہ کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے تھا۔ جس سے مروجہ جہیز کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا۔

اب ذیل میں جہیز کے چند نقصانات ذکر کیے جاتے ہیں۔

1......شادی میں تاخیر کا گناہ:

جہیز کی وجہ سے شادیوں میں بہت تاخیر ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اولاد برائی کے راستے پر چل پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں والدین بھی اس جرم میں برابر کے شریک سمجھے جائیں گے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ۔

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث:8299

ترجمہ: حضرت ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اس کی ذمہ داری ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے، بالغ ہونے پر اس کی شادی کرے۔ اگر باپ نے (معقول شرعی عذر کے نہ پائے جانے کے باوجود) شادی نہیں کی اور اولاد نے گناہ (زنا یا بدکاری وغیرہ) کر لیا تو (شرعاً) باپ اس جرم میں برابر کا شریک سمجھا جائے گا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبٌ: مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَأَصَابَتْ إِثْمًا فَإِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔

شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث:8303

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہو جائے اور اس کا والد (معقول شرعی عذر کے نہ پائے جانے کے باوجود) اس کی شادی نہیں کرتا تو لڑکی سے ہونے والے گناہ میں وہ برابر کا شریک ہو گا۔

2......زنا اور بدکاری:

جہیز کی وجہ سے شادیوں میں بہت تاخیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں معاشرے میں زنا اور بدکاری کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ اگر ہم بحیثیت قوم جہیز سے چھٹکارا پالیں تو زنا اور بدکاری کی شرح کم سے کم سطح تک آجائے گی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيضٌ۔

جامع الترمذی، رقم الحدیث: 1084

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ کے پاس کوئی شخص (تمہاری بچیوں کے لیے) نکاح کا پیغام بھیجے اور آپ اس کی دینداری اور حسن اخلاق سے مطمئن ہو تو (بلا تاخیر) اس کا پیغام نکاح قبول کر کے اپنی بچیوں کا نکاح اس سے کر دو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین پر بہت بڑا (جنسی گناہوں کا) فساد برپا ہو جائے گا۔

3......گھروں سے بھاگ جانا:

جہیز کی وجہ سے شادیوں میں بہت تاخیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں

بچیاں گھروں سے بھاگ جاتی ہیں۔ یہ سماجی ذلت بہت بڑے پیمانے پر مسلسل پھیل رہی ہے، بڑے بڑے گھرانوں کی بچیاں گھروں سے بھاگ کر کورٹ میرج کرا لیتی ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ معاف فرمائے بازارِ حسن اور قحبہ خانوں کی زینت بن جاتی ہیں۔

4......بھاری قرضوں کا بوجھ:

جہیز کو جمع کرنے کے لیے کبھی بلاسود قرض لیا جاتا ہے اور اتنی مقدار میں لے لیا جاتا جسے بعد میں ادا کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ بعد میں قرض خواہ سے جھوٹ پر جھوٹ بولا جاتا ہے جو کہ مستقل گناہ ہے۔ جو شخص قرض لے کر واپس نہیں کرتا اس کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ قِبَلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَ، ثُمَّ طَأْطَأَ بَصَرَهُ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيدِ؟ قَالَ: فَسَكَتْنَا يَوْمَنَا وَلَيْلَتَنَا فَلَمْ نَرَهَا خَيْرًا حَتَّى أَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نَزَلَ؟ قَالَ: فِي الدَّيْنِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَقْضِيَ دَيْنَهُ۔

مسند احمد، رقم الحدیث: 22493

ترجمہ: حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم

لوگ مسجد نبوی کے صحن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے، جہاں جنازے رکھے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک اپنی نظر مبارک اوپر کی طرف اٹھائی اور جُھکا لی۔ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیسے کیسے سخت عذاب نازل ہو رہے ہیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) ہم لوگ ایک دن اور ایک رات اس معاملے کے بارے میں (سہمے رہے اور) خاموش رہے مگر پھر ہم نے خیر اور بھلائی کے سوا کچھ نہ دیکھا (یعنی کوئی عذاب نازل نہ ہوا)

دوسرے دن جب صبح ہوئی تو راوی فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا کہ کیسے عذاب نازل ہونے کے بارے میں آپ فرما رہے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرض کے سلسلے میں (یعنی اس حوالے سے سخت احکام نازل ہو رہے ہیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی شخص راہِ خدا میں شہید کر دیا جائے اس کے بعد زندہ کیا جائے اور پھر شہید کر دیا جائے۔ پھر زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جائے اور پھر زندہ ہو جائے اور اس کے اوپر قرض ہو تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو پائے گا تاوقتیکہ اپنے قرض کو ادا نہ کرے (یا اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے)

5......سودی قرضوں کا بوجھ:

جہیز کو جمع کرنے کے لیے کبھی سود پر قرض لیا جاتا ہے۔ سود ایسی چیز ہے جو اللہ سے کھلم کھلا جنگ اور اپنی ماں سے زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ

فَلَكُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِكُمۡ ۚ لَا تَظۡلِمُوۡنَ وَ لَا تُظۡلَمُوۡنَ

سورة البقرة، رقم الآية:279

ترجمہ: پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی سودی معاملات کو نہ چھوڑا) تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اور اگر تم توبہ کر لو (سودی معاملات کو یکسر چھوڑ دو) تو تمہارا اصل سرمایہ تمہارا حق ہے وہ تم لے لو۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی اور ظلم کرے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ۔

سنن ابن ماجه، رقم الحديث:2274

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے اندر ستر قسم کے گناہ پائے جاتے ہیں اور ان میں سے سب سے کم درجے کا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔

6......گھریلو ناچاقیاں:

اکثر اوقات تو اسی جہیز کی وجہ سے گھریلو ناچاقیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ والدین اپنی بیٹی کو جہیز میں جو چیزیں دیتے ہیں ان چیزوں کی وجہ سے بیٹی کو شوہر، ساس، نند، بھابھی وغیرہ کے طعنے سہنے پڑتے ہیں کہ تمہاری جہیز میں لائی ہوئی چیز اچھی نہیں ہے۔ فلاں چیز معیاری نہیں ہے۔ فلاں چیز پرانے زمانے کی ہے، فلاں چیز کا ڈیزائن اچھا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

اپنی بچیوں کو طعنوں سے بچانے کا مہذب طریقہ:

اپنی بچیوں کو یہ بات سمجھانی چاہیے کہ بیٹی تم نکاح کے بعد بھی میری بیٹی

ہو تجھے جو چیز چاہیے مجھے بتانا میں ان شاء اللہ تمہیں دوں گا۔ جب بچی چلی جائے اس سے پوچھیں کہ بیٹی! تمہیں کیا ضرورت ہے؟ مثلاً وہ کہے کہ فریج ضرورت ہے اسے فریج کے پیسے دو اور ساتھ میں یہ بھی سمجھا دو کہ بیٹی! یہ فریج کے پیسے ہیں اپنے شوہر کو ساتھ لے جاؤ اور دونوں مشورہ کر کے جو پسند آئے خرید لو۔ واشنگ مشین لینی ہے اسے واشنگ مشین کے پیسے دو اور سمجھا بھی دو کہ بیٹی! اپنی ساس / نند / بھابھی کو ساتھ لے جاؤ اور مشورہ سے جو پسند آ جائے وہ خرید لو۔ اب آپ کا بچی کے ساتھ محبت و تعاون والا تعلق اور بھی مضبوط رہے گا، اس کے گھر کی ضرورت کی چیز بھی آ جائے گی وہ جھگڑے سے بھی بچ جائے اور آپ مروجہ جہیز کے گناہ سے بچ جائیں۔

جہیز کی وجہ سے وراثت سے محروم نہ کریں:

بیٹی کو جائیداد میں جتنا اس کا شرعی طور پر حصہ بنتا ہے وہ ضرور دیں۔ عام طور پر بیٹیوں کو جہیز دے کر جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یعنی شرعاً ممنوع چیز دے کر اس کا شرعی حق دبا لیا جاتا ہے یہ طریقہ سراسر غلط ہے اور قابل ترک ہے۔ جہیز کے عنوان سے بھلے جتنا سامان بیٹی کو دیا جائے اس سے اس کا حق وراثت ختم نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شریعت پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد الیاس گھمن

پیر، 27 دسمبر، 2021ء